تصدیق
جلد۰۱ شمارہ۰۶، ۲۰۲۴

Article

A Complete Rhymed English Translation of Madd.o.Jazr E.Islam: Some Facts

”مدوجزر اسلام“ کا ایک مکمل منظوم انگریزی ترجمہ: چند معروضات

Dr.Muhammad Qasim
Assistant professor, Department of Urdu, Allama Iqbal Open University, Islamabad
Correspondence: drmqasim@aiou.edu.pk

ڈاکٹر محمد قاسم

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد

eISSN: 2707-6229
pISSN: 2707-6210
DOI:https://doi.org/10.56276/gfm2bh58
Received:11-06-2024
Accepted:08-07-2024
Online:13-07-2024

Copyright: © 2023 by the authors.

This is an open-access article distributed under the terms and conditions of the Creative Common Attribution (CC BY) license

ABSTRACT: Madd.o.Jazr.E.Islam written by Altaf Hussain Hali is an internationally renowned Urdu poem. It is a great example of versified historiography. Subcontinent is an eyewitness of the decline of Muslims. It bore the verse outcomes of colonialism as well. Muslims under such situation became pessimist and inactive. To let the get rid of Muslims from such situation, educational, religious, and political institutes became active. The contemporary writes played a vital role in this regard too. Hali is amongst top such writers. Hali has delivered many beautiful poems of such content, but Madd.o.Jazr.E.Islam has a distinguished position. Its message is universal in nature. Attractive content and mature technicality made this poem able to acquire international fame. It started to be translated in international language after which it started to being read worldwide. There are four translations of Madd.o.Jazr.E.Islam and one of the translators is from Europe. The translators of first two translation are native. Third translation is a collective work of European translator Christopher Shackle and Javed Majeed. The fourth translation is by Syeda Saiyidain Hameed. Every new translation of a literary work should be more accurate than previous ones as the shortcomings of the existing translations are in front of the new

translator, based on mentioned hypothesis the article is restricted to the critical analysis of the fourth translation only.

KEYWORDS: Altaf Hussain Hali, Madd.o.Jazr.E.Islam, Historiography, Colonialism, Syeda Saiyidain Hameed

حالی کا شمار اردو کی پیامی و مقصدی نظم نگاری کے بنیاد گزاروں میں ہوتا ہے۔حالی سے قبل اردو نظم میں نظیر اکبر آبادی کا نام ملتا ہے جنھوں نے اگرچہ سماجی مظاہر کو موضوع بنایا لیکن ان کی نظم غیر جانبدارانہ انداز کی حامل ہے۔حالی کا دور نو آبادیاتی عہد کے نتیجے میں جنم لینے والے سماجی مسائل کا دور ہے اس لیے ان کے دور میں ادب کی ہر صنف میں اصلاح، مقصدیت اور نصیحت کے عناصر نمایاں ہیں۔سرسید تحریک نے اس قبیل کے ادب کو خوب فروغ دیا۔اس ذیل کی نظم نگاری میں حالی کی نظیر نہیں ملتی۔ حالی کے علاوہ اس عہد کے دو بڑے تخلیق کاروں اکبر اور شبلی نے بھی اپنے اپنے انداز میں اصلاحِ قوم کے لیے شعر گوئی کی لیکن ان تینوں کا رنگِ سخن جدا جدا ہے۔اکبر اور حالی کے درمیان مزاح اور سنجیدہ پن فارق رہا۔شبلی البتہ سنجیدہ مزاج کے آدمی تھے تاہم ان کا جھکاؤ شعر کی نسبت نثر کی طرف زیادہ رہا اس لیے حالی سنجیدہ مقصدی نظم نگاری کے میدان کے اکیلے کھلاڑی تھے۔ اقبال اردو پیامی نظم کے اہم شاعر ہیں لیکن حالی ان سے پہلے ہی اس سلسلے کی داغ بیل ڈال چکے تھے۔ان تمام کا رنگ سخن جدا جدا ہے اور اپنے اپنے دائرے میں مسلمہ ہے۔ان تمام کے پیش نظر معاشرے کی اصلاح رہی، ہر ایک نے اپنے طور پر مختلف معاشرتی کمزوریوں کو موضوع بنا کر نہ صرف معاشرتی خامیوں کی نشاندہی کی بلکہ ان کے سدباب پر بھی توجہ کی۔حالی نے مسلمانوں کی بدحالی کو اپنی دیگر نظموں میں بالعموم اور مسدس مدوجزر اسلام میں بالخصوص موضوع بنایا ہے۔یہ نظم منظوم تاریخ نگاری کی عمدہ مثال ہے۔اس نظم میں مسلمانوں کی عظمت رفتہ کی مثالوں سے ان کے حال کو سنوارنے کی کوشش کی گئی ہے۔ مسدس حالی سرسید کی ترغیب پر لکھی گئی۔علی گڑھ تحریک کو اس کا محرک قرار دیا جا سکتا ہے جس کا مقصد مسلمانوں کو معاشرے سے ہم آہنگ کرنا اور ان کا کھویا ہوا وقار واپس لوٹانا تھا۔نظم میں مسلمانوں کی شاندار تاریخ کو بیان کیا گیا ہے اور اس تاریخ کے آئینے میں مسلمانوں کو ان کا حال سنوارنے کی دعوت دی گئی ہے۔بیانیہ تلخ و ترش نہیں بلکہ اس میں انتہائی حلاوت سے مخاطب کو نصیحت کی گئی ہے۔کہیں کہیں طنزیہ اندازِ بیان ہے بھی تو اس قدر خفیف کہ اس سے چوٹ کا احتمال نہیں۔واقعات میں ترتیب اور ماضی کا حال سے ربط بھی بہت خوب ہے۔"مدوجزر اسلام" ۱۸۷۹ میں تحریر کی گئی اور اس کی اشاعت بھی اسی دورانیے میں ہوئی۔منظر عام پر آتے ہی نظم کو بہت پسند کیا گیا۔یہ وہ دور تھا کہ جب مسلمان کسی جذباتی سہارے کی تلاش میں تھے، یہ مسدس ان کے لیے ایسا ہی سہارا بن کر سامنے آئی۔اگرچہ کچھ قارئین نے نظم کے دوٹوک لب و لہجے کو قبول نہ کیا لیکن اکثریت اس کی

قائل ہوئی۔ اول الذکر قارئین کے اعتراضات کے پیش نظر حالی نے مسدس کا ضمیمہ لکھا۔ مسدس کے ۲۹۴ جبکہ ضمیمے کے ۱۶۲ بند ہیں۔ ہر بند ایک مکمل پیغام کا اس طرح حامل ہے کہ اسے اکائی کے طور پر پڑھا جائے تب بھی کامل مفہوم کی ترسیل ہوتی ہے اور اگر تمام نظم کو تسلسل سے پڑھا جائے تب بھی تمام بند ایک لڑی میں پروئے ہوئے موتیوں کی طرح ایک دوسرے سے مربوط ہیں۔ مسدس کی موضوعی اور فنی خوبیوں کے پیش نظر اس کے مختلف انگریزی تراجم کیے گئے جن کا مختصر تعارف درج ذیل ہے:

مد و جزر اسلام کا انگریزی ترجمہ پہلی بار کتابی شکل میں ۱۹۷۵ میں منظر عام پر آیا(۱)۔ دوسرا ترجمہ پہلے ترجمے کے منظر عام پر آنے کے تین سال بعد ۱۹۷۸ میں سامنے آیا(۲)۔ تیسرا ترجمہ ۱۹۹۷ میں شائع ہوا(۳)۔ مسدس کا چوتھا ترجمہ سیدہ سیدین حمید نے کیا ہے۔ سیدی سیدین حمید کا تعلق کشمیر سے ہے۔ وہ بھارت کی معرف مصنفہ اور ماہرِ تعلیم ہیں۔ ان کی خدمات کے اعتراف میں انہیں پدم شری ایوارڈ، الامین آل انڈیا کمیونٹی لیڈر شپ ایوارڈ، کرماویر پرسکار، بی اماں ایواڑد سے نوازا گیا۔ ان کی پہلی کتاب The Quilt and Other Stories ہے جو عصمت چغتائی کے فکشن کے انگریزی تراجم پر مشتمل ہے۔ ۱۹۹۰ میں ان کی کتاب Maulana Abul Kalam Azad سامنے آئی جو تحریک پاکستان میں مولانا ابولکلام آزاد کے کردار کا احاطہ کرتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہی سرمد کی رباعیات کا انگریزی ترجمہ The Rubaiyat of Sarmad کے عنوان سے شائع ہوا۔ مسلمانانِ ہند پر ایک کتاب Al Hilal and Nai Roshini: Two Attempts to Integrate Muslims Into Indian Policy بھی تسوید کی۔ تصوف کے معاشرتی اثرات سے متعلقہ کتاب Impact of Sufism on Indian Society تحریر کی۔ ۲۰۰۲ کے ارد گرد How Has the Gujarat Massacre Affected Minority Women?: The Survivors Speak نامی کتاب مرتب کی اور اس کی اشاعت بھی خود ہی کی۔ اس کے بعد حالی کی مسدس کا انگریزی ترجمہ کیا۔ یہ ترجمہ پہلی بار نیو دہلی سے ۲۰۰۳ میں شائع ہوا اور اس کو شائع کرنے والا ادارہ ہارپر کولنز پبلشرز انڈیا ہے۔ کتاب کے ابتدائی صفحات میں سیدہ سیدین نے اپنی نسبت حالی سے جوڑی ہے اور خود کو ان کا وارث تصور کیا ہے۔ مسدس حالی کو انگریزی میں ترجمہ کرنے کے پیچھے بھی ان کا یہی تصور کارفرما ہے جس کے تحت انہوں نے حالی کے پیغام کو عام کرنے کی سعی کی ہے۔ زیر نظر مقالہ میں ان کی اس کاوش کے جملہ پہلوؤں کا فنی مطالعہ پیش کرنا مقصود ہے۔ چونکہ ایک ہی جست میں تمام متن و ترجمہ کا مطالعہ پیش کرنا ممکن نہیں اس لیے اس مقالہ میں منتخب متن اور ترجمہ کا تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے۔ مسدس کے تمہیدی بند مسلم قوم کی پستی کے جامع بیان پر مبنی ہیں۔ مسدس کا آغاز دلچسپ پیرائے میں کیا گیا ہے۔ ابتدائی بند کا متن و ترجمہ کچھ یوں ہے:

کسی نے یہ بقراط سے جا کے پوچھا
مرض تیرے نزدیک مہلک ہیں کیا کیا
کہا دکھ جہاں میں نہیں کوئی ایسا
کہ جس کی دوا حق نے کی ہو نہ پیدا
مگر وہ مرض جس کو آسان سمجھیں
کہے جو طبیب اس کو ہذیان سمجھیں(۴)

Hippocrates was once a question asked
What he regarded the most dreaded disease?
There's none said he which nature at least
Has not yet discovered a cure to release
Except one that's dismissed on the serious criteria
And the doctor's warning laughed off as hysteria (۵)

پہلے بند کا ترجمہ عمدگی سے کیا گیا ہے۔ ترجمہ میں متن کے مفاہیم کا ابلاغ بلا کم و کاست ہو رہا ہے۔ ظاہری طور پر دیکھا جائے تو خفیف اختلافات ملتے ہیں لیکن یہ متن کے مفہوم کی ترسیل میں بالکل بھی مانع نہیں۔ مثال کے طور پر "حق" کے لیے nature کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جو مساوی نہیں لیکن متن کا مقصود عمدگی سے ترجمہ میں منتقل کر رہا ہے۔ اسی طرح "دکھ" کے مقابل کوئی لفظ استعمال نہیں ہو رہا لیکن متن کا ابلاغ مکمل ہے۔ مجموعی طور پر مفاہیم کی ترسیل عمدہ ہے۔ ابتدائی بند قاری کی ایسی ذہن سازی کرتا ہے جس کی بنا پر آگے چل کر مسدس کے مرکزی موضوع کی فہم آسان ہو جاتی ہے۔ مسدس میں مسلمان قوم کی غفلت مرکزی موضوع ہے۔ اس ضمن میں ابتدائی حصے سے ایک بند اور اس کا ترجمہ ملاحظہ ہو:

بہائم کی اور ان کی حالت ہے یکساں
کہ جس حال میں ہیں اسی میں ہیں شاداں
نہ ذلت سے نفرت نہ عزت کا ارماں
نہ دوزخ سے ترساں نہ جنت کے خواہاں
لیا عقل و دیں سے نہ کچھ کام انہوں نے

کیا دینِ برحق کو بدنام انہوں نے(۶)

Like slothful animals, their energy dispelled
They are indifferent to disgrace and renown
Neither desirous of heaven nor warry of hell
Tolerably content with what fate has decreed
What use have they made of wisdom or Din
Trivializers of Truth and betrayers of Din. (۷)

ترجمہ کی پہلی سطر میں "بہائم" کی ترجمانی نہایت مناسب ہے۔ اگرچہ energy dispelled کے الفاظ زائد از متن ہیں تاہم متن کی توضیح کی مد میں قبول ہیں۔ دوسرے مصرع کو ترجمہ میں جگہ نہیں دی گئی اور ترجمہ کی دوسری سطر متن کے تیسرے مصرعے کی ترجمانی کر رہی ہے۔ اسی طرح ترجمہ کی تیسری سطر میں چوتھے مصرعے کا مفہوم بیان ہو رہا ہے۔ ترجمہ کی چوتھی سطر صریحاً زائد ہے۔ ترجمہ کی پانچویں سطر میں پانچویں ہی مصرع کی ترجمانی کی گئی ہے تاہم کچھ اختلاف واقع ہے۔ دیں (دین) کے Din کا لفظ مستعمل ہے۔ اس لفظ کا استعمال شاید اس لیے کیا گیا ہے کہ عام طور پر مذہب اور دین کو الگ تصور کیا جاتا ہے اور دین کا لفظ صرف اسلام کے لیے مستعمل ہے۔ انگریزی زبان میں اس کے لیے کوئی لفظ موجود نہیں اس بنا پر Din کا استعمال جواز پاتا ہے لیکن انگریزی میں Din کے معنی بے ہنگم آواز کے ہیں۔ اس تناظر میں دیکھیں تو یہ انتخاب لفظ انتہائی لغو ہے۔ انگریزی میں دین کا مساوی لفظ نہ سہی، قریب المعانی یعنی religion موجود ہے۔ بہتر ہوتا اگر یہی لفظ اختیار کر لیا جاتا۔ یہی لفظ چھٹی سطر میں بھی مستعمل ہے۔ چھٹی سطر میں البتہ "بدنام" کی ترجمانی کے لیے Trivializers اور betrayers کے مترادفات مستعمل ہیں، بیان کا انداز مختلف ہے لیکن تکرار معنوی سے مطلب براری خوب ہو رہی ہے۔ حالی نے قبل از اسلام کی صورت حال بیان کرنے کے بعد حضور اکرم ﷺ کی آمد باسعادت کو موثر پیرایے میں بیان کیا ہے، ملاحظہ ہو:

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا
مرادیں غریبوں کی بر لانے والا
مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا
وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا
فقیروں کا ملجا ضعیفوں کا ماویٰ

یتیموں کا والی غلاموں کا مولیٰ(۸)

Among all the prophets, who Mercy was called
Who answered the prayers of the wretched, the poor
Who helped total strangers, their needs never stalled
Who shared in their sorrows, was one with their grief
Who sheltered the aged, the wretched, the weak
Who guarded the orphans, who championed the meek. (۹)

پہلے مصرع کے ترجمہ کے لیے الفاظ کا انتخاب تو مناسب ہے لیکن ترتیبِ لفظ میں جھول ہے۔ who Mercy was called کو Mercy who was called لکھا جاتا تو مناسب رہتا۔ دوسری سطر میں مرادیں بر لانے کی ترجمانی answered the prayers کے الفاظ میں کی گئی ہے جو مناسب نہیں۔ حضور اکرم ﷺ کی ذات ایک وسیلہ ہے اور متن میں اسی وسیلے کا لحاظ ہے۔ ترجمہ میں اس وسیلے کو براہ راست مطلب براری کی صورت میں بیان کیا گیا ہے جو درست نہیں۔ دعا کا براہ راست جواب صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کو سزاوار ہے۔ اسی سطر میں غریبوں کے لیے the wretched, the poor کے الفاظ مستعمل ہیں۔ یہاں the wretched زائد تو ہے ہی، معنی کے اعتبار سے بھی موزوں نہیں کیونکہ یہ لفظ حقارت کے معنوں میں آتا ہے۔ اگلی سطر میں غیروں کے لیے total strangers ایک بے محل ترکیب ہے تو اسی سطر کے آخری حصے میں مصیبت کے باب میں their needs never stalled لغو اضافہ ہے۔ اگلی سطر میں "اپنے پرائے" کی ترکیب کی ترجمانی their کی ضمیر سے کرنے پر ہی اکتفا کیا گیا ہے۔ آخری دو سطور تھوڑی بہت کمی بیشی کے ساتھ آخری دو مصرعوں کی ترجمانی کر رہے ہیں، متن کے برعکس ترجمہ فاعل مرکز کی بجائے فعل مرکز ہے تاہم مفہوم میں قربت ہے۔ مسدس میں پیغام حق کی تبلیغ کے ساتھ ساتھ حالی نے تمام شعبہ ہائے زندگی کی بابت درسِ ہدایت کو درجہ بہ درجہ بیان کیا ہے۔ اخلاقیات، معاشیات، سماجیات اور سیاست جیسے تمام اہم موضوعات کی بابت احکامات رسول ﷺ کا بتدریج بیان مسدس کا خاصا ہے۔ مثال کے طور پر محنت کی ترغیب پر مبنی بند اور اس کا ترجمہ ملاحظہ ہو:

غریبوں کو محنت کی رغبت دلائی
کہ 'بازو سے اپنے کرو تم کمائی
خبر تا کہ لو اس سے اپنی پرائی

نہ کرنی پڑے تم کو در در گدائی
طلب سے ہے دنیا کی گر یاں یہ نیت
تو چمکو گے واں ماہ کامل کی صورت' (۱۰)

In these words the poor he taught love of toil
'Earn by your sweat and the force of your arm
Help yourself and others, thus misfortune foil
Never knock, never beg from one door to another
If in this world you look out for your brother
Then like the moon you will shine in the other (۱۱)

ترجمہ کی پہلی سطر میں ابتدائی الفاظ ہی زائد از متن اور زائد از ضرورت ہیں۔ toil کا لفظ محنت کے لیے مناسب نہیں کیونکہ یہ تھکا دینے والے مسلسل کام کی طرف مشار ہے اور عام طور پر اسے جسمانی مشقت و مزدوری کے لیے استعمال کیا جاتا ہے جس کی مساوی اجرت بھی اکثر جاتی رہتی ہے۔ جبکہ محنت کے ساتھ ایک طرف انسانیت اور عظمت کا تصور موجود ہے تو دوسری طرف یہ صرف جسمانی مشقت تک محدود نہیں۔ دوسری سطر میں sweat کا تذکرہ زائد از متن ضرور ہے لیکن توضیحی مد میں درست ہے۔ بازو سے کمانے کے لیے the force of arm کے الفاظ اچھا انتخاب ہیں۔ اگلی چار سطور میں تھوڑے بہت فرق کے ساتھ متن کے مفاہیم کو اچھے طریقے سے قاری تک پہنچایا گیا ہے۔ چوتھی سطر میں "گدائی" کے لیے Never knock, never beg کی تکرار معنوی عمدہ ہے۔ حضور اکرم ﷺ کی تعلیمات کے جامع بیان اور ان کی رحلت کے مذکور کے بعد حالی نے دورِ خلافت کو بخوبی نظم کیا ہے۔ خلافت کے حوالے سے ایک بند مع ترجمہ پیش ہے:

رہ حق میں تھی دوڑ اور بھاگ ان کی
فقط حق پہ تھی جس سے تھی لاگ ان کی
بھڑکتی نہ تھی خود بخود آگ ان کی
شریعت کے قبضہ میں تھی باگ ان کی
جہاں کر دیا نرم نرما گئے وہ

جہاں کر دیا گرم گرما گئے وہ(۱۲)

They struggled to stay on the path of One Truth
Never fought unprovoked, never flared unwarranted
Their love for their neighbour was always on ruth
In laws of Shariat were held fast their reins
When handled with care, they were gentle and soft
When brusquely treated, they were frantic and cross. (۱۳)

ترجمہ کی پہلی سطر متن کے پہلے مصرعے کی عمدہ ترجمان ہے۔ دوسرے مصرعے کے مفاہیم بھی لفظی تغیر و تبدل کے ساتھ ترجمہ میں جگہ پا رہے ہیں۔ تیسرے مصرعے کا ترجمہ البتہ مبہم ہے۔ آخری تین مصرعوں کی ترجمانی راست خطوط پر کی گئی ہے۔ آخری دو مصرعوں کے ترجمے میں تکرار معنوی کا حسن موجود ہے۔ مسدس میں قبل اسلام اور ظہور اسلام کے مذکورات کے علاوہ عہد خلافت اور مسلم دور حکومت کے عمدہ لفظی مرقعے ملتے ہیں۔ مسلم دور عروج میں تعمیر کی گئی عمارات کا مذکور مسدس کا اہم حصہ ہے۔ مذکورہ حصے سے دو بند مع ترجمہ پیش ہیں:

نہیں اس طبق پر کوئی بر اعظم
نہ ہوں جس میں ان کی عمارات محکم
عرب، ہند، مصر، اندلس، شام، دیلم
بناؤں سے ہیں ان کی معمور عالم
سرِ کوہِ آدم سے تا کوہِ بیضا
جہاں جاؤ گے کھوج پاؤ گے ان کا(۱۴)

No such continent there exists on this plane
Which boats not of obelisks they left behind
Arabia, Hind, Egypt, Syria, Dailam and Spain
From there foundations such worlds have been born
From Mount of Adam, to Mount Baiza in Spain
Are signs of their caravans which passed in the plains. (۱۵)

ترجمہ کی پہلی سطر متن کے مفاہیم کی ترجمانی کر رہی ہے تاہم 'طبق' کے لیے plane کا لفظ لغوی طور پر مساوی نہیں ہے۔ ترجمہ کی دوسری سطر میں 'عمارات' کے لیے obelisks کا لفظ مستعمل ہے جو موزوں نہیں ہے۔ اس لفظ کا مطلب صرف

پتھر کے مینار تک محدود ہے جبکہ مسلمانوں کی تعمیر کردہ عمارات اس سے کہیں بڑھ کے ہیں۔اسی طرح boatsکا لفظ بھی "محکم" کے لیے مناسب نہیں۔ تیسری سطر میں جغرافیائی مذکورات میں دیلم کو ہسپانیہ کا علاقہ بتایا گیا ہے جبکہ یہ ایران کا علاقہ ہے۔ چوتھی سطر میں 'عالم' کے 'معمور' ہونے کا مذکور worlds have been born کے الفاظ میں ملتا ہے۔ پانچویں سطر میں 'کوہ بیضا' کے مقابل Mount Baiza in Spain کے الفاظ ملتے ہیں جن میں Spain کا مذکور زائد از متن ہے تاہم اس کا استعمال چھٹی سطر کے ساتھ قافیہ ملانے کے لیے کیا گیا ہے۔ عملِ ترجمہ میں اس قسم کی قافیہ پیمائی اکثر زوائد کو اختیار کرنے کی وجہ بنتی ہے۔ اس کی واضح مثال چھٹے مصرع کے ترجمہ میں مل جاتی ہے۔ پانچویں مصرع کے ترجمہ میں مستعمل زائد لفظ Spain اور چھٹے مصرع کے ترجمہ کا آخری لفظ plains مقفیٰ ظاہر کیے گئے ہیں، یہاں ن اول تو plains کی آخری آواز قافیہ بندی کو خراب کر رہی ہے، دوسرے یہ کہ ترجمہ میں مستعمل یہ لفظ بھی زائد از متن ہے۔ ترجمہ میں فقط قافیہ بندی کے التزام کے لیے زوائد کو برتنا ترجمہ کی مبادیات کے منافی ہے۔ چھٹے مصرع کا ترجمہ بجائے خود صریحاً زائد ہے۔ caravans کے passed in the plains ہونے کا مذکور متن میں نہیں، متن میں 'جہاں' کا لفظ ہے جسے صرف plains سے تعبیر نہیں کیا جا سکتا کیونکہ مذکورہ مصرع سے پہلے مصرع میں 'کوہ' کا مذکور واضح ہے جو plains کی ضد ہے۔ caravans کو البتہ قبول کیا جا سکتا ہے کیونکہ یہ مخصوص قوم کی جانب مشار ہے، یہاں ترجمہ میں فقط 'ان' کا اسم ضمیر ترجمہ کرنے کی بجائے جملہ بندی کی مناسبت سے اسم جمع caravans کو اختیار کیا گیا ہے جو متن کی تفہیم میں ممد ہے۔

وہ سنگیں محل اور وہ ان کی صفائی
جمی جن کے کھنڈروں پہ ہے آج کائی
وہ مرقد کہ گنبد تھے جن کے طلائی
وہ معبد جہاں جلوہ گر تھی خدائی
زمانے نے گو ان کی برکت اٹھا لی
نہیں کوئی ویرانہ پر ان سے خالی(١٦)

Those majestic castles, once spotlessly clean
With algae are covered their ruins today
Mausoleums' gold domes, resplendent they gleam
Temples which inspired all humans with awe
Though time has eroded each bit of their luster

They exist in wilderness, separately or in clusters. (۱۷)

ترجمہ کی پہلی سطر میں 'سنگیں محل' کے لیے majestic castles کے الفاظ مستعمل ہیں۔ 'سنگیں' کے لیے majestic کا لفظ موزوں نہیں۔ اسی طرح ترجمہ کی دوسری سطر کی بنت بھی مناسب نہیں۔ With algae are covered کا مفہوم متن کا معکوس ہے، راست نہیں۔ یہاں their ruins are covered with algae their ruins مقصود ہے۔ ترجمہ کی تیسری سطر میں resplendent they gleam کے الفاظ اگرچہ الحاقی ہیں تاہم ان کی نوعیت توضیحی ہے اور یہ gold domes کی تفہیم میں مناسب اضافہ ہیں۔ 'وہ معبد جہاں جلوہ گر تھی خدائی' کی ترجمانی میں مترجم سے خاصی چوک ہوئی ہے۔ اس مصرعے کا ترجمہ Temples which inspired all humans with awe متن کی معنویت کو بیان کرنے سے قاصر ہے۔ متن میں مستعمل لفظ 'خدائی' ایک مخصوص معنویت کا حامل ہے جسے awe سے تعبیر کرنا اس کی شان میں تخفیف کے مصداق ہے۔ اگلے مصرع کے ترجمہ میں 'زمانے' کے لیے time کا لفظ سطحی پن کا غماز ہے۔ اسی طرح 'برکت' کے لیے luster کا لفظ بھی لغو ہے۔ ترجمہ کی آخری سطر میں separately or in clusters کے الفاظ الحاقی ہیں اور زائد از مفہوم ہیں۔ صاف معلوم ہوتا ہے کہ پانچویں سطر کے آخری لفظ luster کے ساتھ قافیہ بندی کے لیے clusters کا لفظ برتا گیا ہے اور اس سے قبل کی جملہ بندی کا اہتمام اس لفظ کو قافیہ کا مقام دینے کے لیے ہے۔

حالی نے خلافت اندلس کا مذکور موثر پیرائے میں کیا ہے۔ چند بند مع ترجمہ ملاحظہ ہو:

ہوا اندلس ان سے گلزار یکسر
جہاں ان کے آثار باقی ہیں اکثر
جو چاہے کوئی دیکھ لے آج جا کر
یہ ہے بیتِ حمرا کی گویا زباں پر
کہ تھے آلِ عدنان سے میرے بانی
عرب کی ہوں میں اس زمیں پر نشانی(۱۸)

Spain was transformed into a cascading garden
Their presence still lingers in her plants and trees
Go see for yourself and probing ask pardon
On the lips of Alhambra is a song with these words
'From the family of Adnan my mentors descended
I am, let none doubt, Arabia's legacy splendid. (۱۹)

ترجمہ کی پہلی سطر میں اگرچہ متن کے مجموعی مفاہیم کا ابلاغ ملتا ہے تاہم cascading کا لفظ زائد از متن ہے اور قدرے غیر مناسب ہے کیونکہ اس کی نسبت پانی سے ہے، پھولوں سے نہیں۔ اسی طرح ہسپانیہ کے علاقے یعنی اندلس کو بجائے خود Spain تعبیر کرنا بھی درست نہیں۔ دوسری سطر میں 'باقی' کے لیے lingers کا انتخاب عمدہ ہے۔ plants and trees کو 'جہاں' کی توضیح کے لیے استعمال کیا گیا ہے اس لیے ان کی حیثیت توضیحی زوائد کی سی ہے جن کی گنجائش ترجمہ میں موجود رہتی ہے۔ یوں بھی ان زوائد کی نسبت گزشتہ مصرعہ میں مذکور 'گلزار' سے ہے اس لیے یہ الحاق معقول ہے۔ متن کا تیسرا مصرعہ دیکھیں تو متن میں اس کی حیثیت مرکزی نہیں بلکہ اس پہ مسدس کی ہیئت کے لوازمات پورے کرنے کے لیے فقط مصرعہ سازی کا گمان ہوتا ہے۔ ترجمہ میں صورت حال اس سے بھی بڑھ کر ہے۔ Go see for yourself کے الفاظ تو قبول کیے جاسکتے ہیں کیونکہ اصل متن سے ان کا اختلاف ضمائر کی حد تک ہے اور مفاہیم قدرے مشترک ہیں، probing ask pardon کے الفاظ لغو الحاق کی مثال ہیں جن کا ایک طرف تو متن سے کوئی تعلق نہیں اور دوسری طرف بجائے خود بھی ان سے کوئی مفہوم اخذ نہیں ہوتا۔ چوتھے مصرع کے ترجمہ میں بیت حمرا کی زبان پر song کا ہونا متن سے ثابت نہیں۔ اگلی سطر میں 'بانی' کے لیے mentors کا لفظ مناسب نہیں کیونکہ یہ متن کے مذکور سے قدرے مختلف ہے۔ اسی طرح 'آل عدنان' کے لیے the family of Adnan کے الفاظ کافی ہیں، descended اضافی ہے۔ آخری سطر میں let none doubt صریح الحاق ہے، اسی طرح splendid بھی زائد از متن ہے اور ممکنہ طور پر descended کے قافیہ کے طور پر استعمال ہوا ہے۔

کوئی قرطبہ کے کھنڈر جا کے دیکھے
مساجد کے محراب و در جا کے دیکھے
حجازی امیروں کے گھر جا کے دیکھے
خلافت کو زیر و زبر جا کے دیکھے
جلال ان کا کھنڈروں میں ہے یوں چمکتا
کہ ہو خاک میں جیسے کندن دمکتا(۲۰)

Let someone explore the relics of Cordova
The arches and portals of mosques lying in ruins
Hejazi palaces which sparkled like Nova
The rise and the fall of Khilaafat’s strongholds
In debris thus shine their visages, I am told

As in dust there glitters fine silver of gold.(۲۱)

متن کے پہلے مصرع کی ترجمانی عمدگی سے کی گئی ہے۔ دوسرے مصرع کا ترجمہ بھی انہی خطوط پر ہے، اگرچہ اس میں lying in ruins کے الفاظ زائد از متن ہیں لیکن پچھلی سطر میں مذکور کھنڈر کی نسبت سے ان کی رعایت ثابت ہے۔ تیسرے مصرع کے ترجمہ میں 'حجازی امیروں کے گھر' کے مقابل Hejazi palaces کے الفاظ میں قواعد کی رو سے اختلاف معلوم ہوتا ہے۔ یا تو Hejazi کے ساتھ انگریزی قاعدے کے مطابق اضافت کی علامت استعمال کی جاتی یا پھر palaces کے ساتھ انگریزی حرف اضافت کا استعمال کیا جاتا، تاہم ترجمہ شاعری کی صورت میں ہے اس لیے اس اختلاف کو نظر انداز کیا جاسکتا ہے لیکن اس مذکور کے ساتھ sparkled like Nova کے الفاظ بہر حال الحاقی ہیں، اس الحاق کو پانچویں مصرع میں مذکور چمک دمک کی نسبت سے رعایت دی جاسکتی ہے لیکن مترجم نے اس چمک کو آگے چل کر مزید بیان کیا ہے جس کی وجہ سے موجودہ مقام پر یہ ذکر بلاضرورت ہے۔ ایک پہلو یہ بھی ہے کہ Nova کا لفظ اگرچہ الحاقی تاہم مخصوص معنویت کا حامل ہے جو متن میں پنہاں مجموعی کیفیت کا عکاس ہے، اس ضمن میں اس لفظ کو یہاں رعایت دی جائے تو یہ صرف مقاماتِ حجاز سے مخصوص نظر آتا ہے۔ اگر اسے آخری دو سطور کے ترجمہ میں جگہ دے کر مجموعی کیفیت کی عکاسی کے لیے استعمال کر لیا جاتا تو اسے توضیحی زائد کی رعایت میں درست قرار دیا جاسکتا تھا۔ چوتھے مصرع کے ترجمہ میں 'زیروزبر' کے لیے The rise and the fall کے الفاظ بالکل موزوں ہیں، یہاں strongholds اضافی ہے تاہم مسلم خلافت کے تناظر میں اسے معقول زوائد میں شمار کیا جاسکتا ہے۔ پانچویں مصرع کے ترجمہ میں 'جلال' کے لیے visages کا لفظ بالکل لغو ہے۔ اس لفظ کے معنی صورت شکل یا حلیہ کے ہیں خواہ وہ کیسا بھی ہو، جلال کی صفت اس لفظ سے قطعی طور پر مترشح نہیں۔ اسی طرح پانچویں سطر کے آخر میں I am told خواہ مخواہ کا الحاق ہے۔ چھٹی سطر میں کندن کی تعبیر بھی درست نہیں۔

مسلمان مختلف علوم میں مہارت رکھتے تھے۔ حالی نے ان علوم کا احوال بھی قلم بند کیا ہے۔ علمِ نجوم میں مسلمانوں کے کمالات کا مذکور مع ترجمہ پیش ہے:

سمرقند سے اندلس تک سراسر
انہیں کی رصد گاہیں تھیں جلوہ گستر
سوادِ مراغہ میں اور قاسیوں پر
زمیں سے صدا آ رہی ہے برابر

کہ جن کی رصد کے یہ باقی نشاں ہیں

وہ اسلامیوں کے منجم کہاں ہیں(۲۲)

Continuous from Samarkand to Andalus in Spain
There observatories were seen constructed all over
From Mount Qasiyun to Maragha's vast plains
Voices from all the four corners are calling
'Those Islamic astronomers, O wherefore!' they cry.
'Their laboratories are rubble; in ruins they lie.'(۲۳)

پہلے تین مصرعوں کی مجموعی ترجمانی معمولی جمع تفریق کے ساتھ بہتر انداز میں کی گئی ہے۔ یہاں اندلس کو اسپین کے علاقے کے طور پر متعارف کروایا گیا ہے تاہم Spain کا مذکور زائد از متن ہے جو ترجمے کی تیسری سطر کے آخری لفظ plains کا ہم آواز ہے۔'سواد' کے لیے vast plains کے الفاظ سطحی معنویت کی بجائے مجازی معنی کا اچھا اظہار ہیں۔ ترجمہ کی چوتھی سطر میں 'زمین' کی تعبیر all the four corners کے الفاظ سے کی گئی ہے جو تفہیمی عمل کی ضرورت بہر حال نہیں۔ پانچویں سطر میں 'they cry' کے الفاظ بلاضرورت استزاد ہیں اور چھٹی سطر کے آخری لفظ lie کے ساتھ قافیہ کے طور پر برابر کیے گئے ہیں۔ 'کہاں' کے لیے wherefore کا لفظ بعید از فہم ہے۔ چھٹی سطر میں رصد گاہوں کے لیے laboratories کا لفظ مناب نہیں، اسی طرح ان کا rubble یا ruins ہونے کا تذکرہ بھی زائد از متن ہے۔

حالی نے مسدس میں حدیث کی حفاظت کی بابت مسلمانوں کی مساعی کو بھی موضوع سخن بنایا ہے۔ مسلمانوں کے ہاں علم حدیث کی تحفیظ کا مذکور مع ترجمہ پیش ہے۔

اندھیرا تواریخ پر چھا رہا تھا

ستارہ روایت کا گہنا رہا تھا

درایت کے سورج پہ ابر آ رہا تھا

شہادت کا میدان دھندلا رہا تھا

سرِ رہ چراغ اک عرب نے جلایا

ہر اک قافلے نے نشاں جس سے پایا(۲۴)

Over humankind's history darkness was spreading
The star of Tradition was caught in eclipse

The sun of Knowledge behind clouds was treading
The glory of Witnessing had been diffused
A lamp by Arabia was lit on the path
To travel the story of caravans which passed (۲۵)

اس بند کے ترجمہ میں مستعمل الفاظ ماخذ متن کے قریب ہیں اور اور زوائد و اختلاف کی شرح بھی کم ہے تاہم چند مقامات درست نہیں۔ پہلی سطر میں تواریخ کے بیان میں humankind کا لفظ زائد تاہم توضیحی مد میں قابل قبول ہے۔ ترجمہ کی دوسری سطر میں 'گہنا' کے لیے eclipse کی تعبیر بھی مناسب ہے۔ تیسری سطر میں الفاظ کی ترتیب مبہم ہے۔ گمان ہوتا ہے کہ یہاں روایت کے سورج پر ابر آنے کی بجائے روایت کا سورج ابر سے باہر آرہا ہے۔ لیکن اس سطر میں بھی یہ خامی اس لیے در آئی کیونکہ اس کے آخری لفظ treading کو پہلی سطر کے آخری لفظ spreading کے ساتھ قافیہ کے طور پر برتا گیا ہے۔ ترجمہ کی چوتھی اور پانچویں سطور بمطابق متن ہیں۔ چھٹی سطر میں مذکور گزرے ہوئے قافلے کی کہانی ماخذ بیانیے سے یکسر مختلف ہے۔

اسی دھن میں آساں کیا ہر سفر کو
اسی شوق میں طے کیا بحر و بر کو
سنا خازنِ علمِ دیں جس بشر کو
لیا اس سے جا کر خبر اور اثر کو
پھر آپ اس کو پرکھا کسوٹی پہ رکھ کر
دیا اور کو خود مزا اس کا چکھ کر(۲۶)

Travels became easy, thanks to this yearning
This longing made them traverse the land and the sea
If someone they heard of was famous for learning
They sought to partake of his wisdom and knowledge
On objective criteria thus they measured their gain
First savoured themselves, then to others explained. (۲۷)

پہلے مصرع کا متن ضمیر غائب کی جانب اشارہ کرتا ہے جو ترجمہ کی پہلی سطر میں تو نہیں ملتا تاہم دوسری سطر میں اس کا مذکور ترجمہ کی متن سے مطابقت پیدا کرنے میں مد ہے۔ اگلی سطور میں بھی ضمیر غائب کے مذکور کا خیال رکھا گیا ہے اور یہ ضروری بھی ہے کیونکہ یہ پورا بند اس ضمیر کی جانب مشار ہے۔ اس بند کا ترجمہ عمدہ ہے۔ باقی کے چار مصرعوں کا ترجمہ متن کے عین مطابق ہے جس میں بغیر کسی حشو و زوائد کے مفاہیم کی ترجمانی کی گئی ہے۔

کیا فاش راوی میں جو عیب پایا
مناقب کو چھانا مثالب کو تایا
مشائخ میں جو فتح نکلا جتایا
ائمہ میں جو داغ دیکھا بتایا
طلسم ورع ہر مقدس کا توڑا
نہ ملا کو چھوڑا نہ صوفی کو چھوڑا(۲۸)

Exposed all defects in the oral tradition
Sifted from falsehood all grains of the truth
Pointed the faults in the masters' rendition
If Imams were at fault, it was freely exposed
Mystery and magic of godlings was broken
About Mulla and Sufi they were duly outspoken. (۲۹)

ترجمہ کی پہلی سطر میں پہلے مصرع کا مجموعی مفہوم تقریباً مساوی الفاظ کے ساتھ ملتا ہے۔ دوسرے، تیسرے اور چوتھے مصرع کی بھی مجموعی ترجمانی کامیابی سے کی گئی ہے۔ ان مصرعوں کا ترجمہ اگرچہ لفظ بہ لفظ نہیں تاہم مفاہیم کا ابلاغ مکمل ہے۔ پانچویں مصرعہ کے ترجمہ میں magic of godlings کا مذکور البتہ متن سے دور اور بعید از فہم ہے۔ چھٹے مصرع کے ترجمہ میں ملا اور صوفی کے لیے مساوی متبادل استعمال کرنے کی بجائے ان کے ہجے کر لیے گئے ہیں، ملا کے لیے تو یہ عمل قبول کیا جا سکتا ہے کیونکہ اردو زبان میں اس سے مخصوص تصور شاید انگریزی میں موجود نہ ہو، صوفی کے لیے البتہ یہ درست نہیں۔ حالی نے مسلمانوں کی دین میں مساعی کو ان کی کامیابی کا راز قرار دیا ہے۔ عہدِ حالی میں مسلمانوں کی یہ صفت لازم جاتی رہی سو حالی اس کا ذکر کرتے ہوئے اپنے ہم عہد مسلمانوں کو اس کی یاد دلاتے ہیں۔ مذکور مع ترجمہ پیش ہے:

رہے جب تک ارکانِ اسلام برپا
چلن اہلِ دیں کا رہا سیدھا سادا
رہا میل سے شہدِ صافی مصفا
رہی کھوٹ سے سیم خالص مبرا
نہ تھا کوئی اسلام کا مردِ میداں
علَم ایک تھا شش جہت میں درافشاں(۳۰)

As long as the principles of Islam prevailed
Their lives stayed simple, uncluttered, austere,
Honey cleansed of impurities by all was hailed
Silver remained untainted, unmixed with alloy
No match of Islam, nothing else in the world
One banner in all four directions unfurled. (۳۱)

متن کے پہلے مصرعے کی ترجمانی اچھے طریقے سے کی گئی ہے۔ ترجمہ کی دوسری سطر میں uncluttered اور austere کے الفاظ اضافی ہیں۔ معنی کے اعتبار سے uncluttered مبہم لفظ ہے۔ بطور فعل اس کا ایک معنی صفائی کے زمرے میں آتا ہے جسے simple کی ترجمانی کے لیے توضیحی مد میں قبول کیا جا سکتا ہے لیکن بطور صفت اس کے معانی نامکمل یا بے ترتیب کے بھی ہیں ۔ چونکہ یہ لفظ ہے ہی زائد از متن اور نہ ہی یہ کامل ابلاغ کے لیے ضروری ہے اس لیے ایسے ذو معنی لفظ کو استعمال نہ کرنا ہی بہتر ہے۔ چونکہ ترجمہ میں stayed کا فعل لگانے کی وجہ سے uncluttered کی حیثیت بطور صفت ہی سامنے آ رہی ہے اس لیے اس کا استعمال بر محل نہ ہونا ثابت ہے۔ austere کو البتہ سادگی کے توضیحی مفہوم کی مد میں رعایت ہے۔ تیسری سطر کے آخری الفاظ الحاقی ہیں اور صاف ظاہر ہے کہ hailed کو prevailed کے قافیے کے طور پر استعمال کیا گیا ہے۔ چوتھے مصرع کی ترجمانی میں خالص پن کی تکرار کے ساتھ متن کا مجموعی مفہوم ادا ہو رہا ہے۔ اسی طرح پانچویں اور چھٹے مصرع کے مجموعی مفاہیم کی بھی مناسب ترجمانی کی گئی ہے۔ آخری سطر میں شش جہت کے مقابل four direction کے الفاظ البتہ خواہ مخواہ اختلاف کو دعوت دے رہے ہیں۔

مسلمانوں کے زوال کا بیان مسدس کا حساس حصہ ہے۔ اس حصے سے ایک طرف مسلمانوں کے تنزل کی تصویر کشی ہو رہی ہے تو دوسری طرف حالی کی کیفیات بھی خوب مترشح ہیں۔ مسلمانوں کے زوال کی الفاظ میں منظر کشی مع ترجمہ پیش ہے:

پہ گدلا ہوا جب کہ چشمہ صفا کا
گیا چھوٹ سررشتہ دینِ ہدیٰ کا
رہا سر پہ باقی نہ سایہ ہما کا
تو پورا ہوا عہد جو تھا خدا کا
کہ ہم نے بگاڑا نہیں کوئی اب تک
وہ بگڑا نہیں آپ دنیا میں جب تک (۳۲)

When muddy became the crystal waters
When the link with Hidayat was broken off

When Phoenix protecting them was slaughtered
The Prophecy of Allah was then fulfilled
'None have we ever misguided, misled
Man himself is responsible, in life, in death.' (۳۳)

ترجمہ کی پہلی سطر میں 'صفا' کے لیے crystal کا لفظ مستعمل ہے۔ یہ لفظ اگرچہ شفاف پن کے معنوں میں درست ہے تاہم یہ پانی کی ایک مخصوص نیم ٹھوس شکل کا نام ہے جسے بلور کہا جاتا ہے۔ متن میں مذکور مصفا پانی کو صرف بلور تک محدود کرنا موزوں نہیں۔ اس کی جگہ pure کا لفظ برتنا مناسب ہے۔ دوسری سطر میں دینِ ہدیٰ کے لیے Hidayat کا لفظ مستعمل ہے۔ یہاں یا تو ماخذ زبان سے دین ہدیٰ ہی مستعار لینا یا پھر ہدف زبان کا کوئی مساوی لفظ منتخب کرنا درست ہے۔ ماخذ متن کے ایک لفظ کی ترجمانی کے لیے ماخذ متن ہی کا کوئی دوسرا لفظ خواہ وہ مترادف ہی کیوں نہ ہو، اختیار کرنا ترجمہ کے عمل میں مستحسن نہیں۔ تیسری سطر میں ہما کے لیے Phoenix کا لفظ اختیار کیا گیا ہے جو تقریباً مساوی ہے تاہم اس کے ساتھ slaughtered کا فعل متن سے ثابت نہیں۔ اسی طرح اگلی سطر میں 'عہد' کے لیے prophecy کی بجائے promise کا لفظ اختیار کرنا مناسب ہے۔ آخری دو مصرعوں کا مجموعی ترجمہ آخری دو سطور میں کیا گیا ہے جس میں متن کا مجموعی مفہوم تو ادا ہو رہا ہے لیکن چھٹی سطر کے آخری الفاظ in death خواہ مخواہ کا اضافہ ہیں، بات in life تک ہی کافی ہے۔

نہ ثروت رہی ان کی قائم نہ عزت
گئے چھوڑ ساتھ ان کا اقبال و دولت
ہوئے علم و فن ان سے ایک ایک رخصت
مٹیں خوبیاں ساری نوبت کی نوبت
رہا دین باقی نہ اسلام باقی
اک اسلام کا رہ گیا نام باقی(۳۴)

Gone was their wealth, their honour, their might
All status and power deserted them quite
One by one, accomplishments bowed out of sight
Bit by bit all skills were forgotten and lost
Neither Din nor Islam, was there anything left?
Spirit vanished forsooth, only title was kept. (۳۵)

پہلے چار مصرعوں کی ترجمانی پہلی چار سطور میں تھوڑی بہت جمع تفریق کے ساتھ درست انداز میں کی گئی ہے۔ 'نوبت کی نوبت' کی ترجمانی کے لیے bit by bit کا انتخاب خوب ہے۔ پانچویں سطر میں البتہ اختلاف واقع ہے۔ ماخذ متن میں جو قطعیت

موجود ہے وہ ترجمہ میں نہ صرف مفقود ہے بلکہ استفہامیہ روپ دھار کر مشکوک ہے۔ گویا مترجم کے نزدیک دین و اسلام کی رخصتی کے بعد کسی چیز کے باقی ہونے کا امکان ہے جس کے بارے میں ترجمہ پوچھا جارہا ہے۔ البتہ چھٹی سطر سے پانچویں اور چھٹے مصرعے کا مجموعی مفہوم مترشح ہے۔

متن کا یہ حصہ مسدس حالی کے کل متن کا تقریباً نصف ہے۔ یہاں تک ما قبل اسلام، ظہور اسلام، تعلیمات اسلامی، عہد خلافت، مسلمانوں کے عروج سے زوال تک کی داستان بیان کی گئی ہے۔ اس کے بعد کا نصف حصہ حالی کے معاصر مسلمانوں کی حالت زار پر مبنی ہے۔ یہ حصہ ایک خطاب کی صورت ہے جس میں وہ مسلمان قوم کے نوجوانوں سے مخاطب ہیں۔ حالی قوم کی معاصر صورت حال پر نوحہ خواں ہیں۔ مسلمان قوم کا موجودہ احوال مع ترجمہ ملاحظہ ہو:

ہماری ہر اک بات میں سفلہ پن ہے
کمینوں سے بد تر ہمارا چلن ہے
لگا نام آبا کو ہم سے گہن ہے
ہمارا قدم ننگ اہل وطن ہے
بزرگوں کی توقیر کھوئی ہے ہم نے
عرب کی شرافت ڈبوئی ہے ہم نے(۳۶)

Baseness underlies our thought and our deed
Compared even to scoundrels our conduct is bad
Tainting name of ancestors is our basic creed
We defame their memory with our wanton ways
Generations' honour we have frittered away
Arab dignity we have drowned, such is our decay. (۳۷)

پہلے دو مصرعوں کا ترجمہ عمدگی سے کیا گیا ہے۔ تیسری سطر کے ترجمے میں 'گہن' کے لیے Tainting کا لفظ مستعمل ہے جو متن کا مدعا تو بیان کر رہا ہے لیکن مناسب متبادل نہیں۔ چوتھی سطر بھی متن کا مدعا اپنے انداز میں بیان کر رہی ہے۔ اگلی دو سطور میں آخری دو مصرعوں کی ترجمانی مناسب انداز میں کی گئی ہے۔ مجموعی طور پر اس بند کا ترجمہ اچھا ہے۔ متن کے مفاہیم بہتر طور پر ادا کیے گئے ہیں اور مسلمانوں کے فکری و عملی زوال کو مناسب طور پر ترجمہ کے قاری تک پہنچایا گیا ہے۔ یہاں ایک طرف حالی اپنی قوم کی سستی و کاہلی کا رونا رو رہے ہیں تو دوسری جانب غیر مسلم اقوام کی ترقی کے معترف بھی ہیں اور یہ اعتراف اس صورت کر رہے ہیں کہ شاید مسلمان قوم اس سے کچھ ترغیب پکڑے۔ اہلِ یورپ کی مستعدی کا بیان مع ترجمہ پیش ہے:

کسی وقت جی بھر کے سوتے نہیں وہ
کبھی سیر محنت سے ہوتے نہیں وہ
بضاعت کو اپنی ڈبوتے نہیں وہ
کوئی لحہ بے کار کھوتے نہیں وہ
نہ چلنے سے تھکتے نہ اکتاتے ہیں وہ
بہت بڑھ گئے اور بڑھے جاتے ہیں وہ(۳۸)

A carefree sleep is not in their scheme
Hard work they love, by night, by day
Never squander substance, hold it supreme
Each moment they use, never losing a grain
Untiring their strife which they further improve
They have travelled far but still on the move. (۳۹)

متن کے پہلے دو مصرعوں کا ترجمہ راست خطوط پر کیا گیا ہے۔ ترجمہ کی تیسری سطر میں "بضاعت" کے لیے substance کا لفظ مستعمل ہے جو متن کے مقصود کے مقابل محدود ہے۔ اسی سطر میں hold it supreme کا استزاد شاید ترجمہ کی پہلی سطر کے قافیے کے طور پر برتا گیا ہے تاہم یہ الفاظ اپنی معنویت اس لیے کھو دیتے ہیں کیونکہ بضاعت کے مقابل substance کا لفظ درست نہیں، یہاں wealth یا اس مفہوم کے کسی دوسرے لفظ کا انتخاب قدرے معقول تھا۔ ترجمہ کی چوتھی سطر میں grain کا استزاد البتہ توضیحی و علامتی مد میں اپنی جگہ بنالیتا ہے۔ پانچویں سطر میں strife کا استعمال بعید از فہم ہے۔ علاوہ ازیں پورے مصرعے کا ترجمہ متن کے مطابق نہیں۔ متن میں مسلسل چلنے، تگ و دو، سعی، جہد کی طرف اشارہ ہے جبکہ ترجمہ میں تکلیف میں تخفیف کی بات کی گئی ہے جو بر محل نہیں۔ آخری سطر البتہ معقول ہے۔ اس بند میں اغیار کی محنت کی عادت پر بات کی گئی ہے۔ اس کے مقابل حالی کے عہد کے مسلمان کی حالت مع ترجمہ ملاحظہ ہو:

یہاں جتنی قومیں ہمارے سوا ہیں
ہزار ان میں خوش ہیں تو دو بینوا ہیں
یہاں لاکھ میں دو اگر اغنیا ہیں
تو سو نیم بسمل ہیں باقی گدا ہیں
ذرا کام غیرت کو فرمائیں گر ہم

تو سمجھیں کہ ہیں مبتذل کس قدر ہم(۴۰)

With us as exceptions, in all Quoms existing
If one thousand prosper, just two may be poor
Of lakhs of us, if two are in fortune's listing
Then thousands are dying, the rest destitute
Let Truth and Honour take stock of our state
They will find we're debased and objects of hate. (۴۱)

ترجمہ کی پہلی سطر میں "قوم" کے مقابل Quoms کا لفظ اس قدر مضحکہ خیز ہے کہ کچھ کلام نہیں۔ "قوم" ہرگز ایسا لفظ نہیں جس کا متبادل انگریزی زبان میں موجود نہیں، نہ ہی یہ ایسا لفظ ہے کہ اس کو ترجمہ میں من و عن استعمال کرنا ضروری ہے۔ معلوم نہیں مترجم نے کس خیال کے تحت یہ لفظ استعمال کیا ہے۔ دوسرے مصرع کا ترجمہ معقول ہے۔ تیسرے مصرع کے ترجمہ میں بھی پہلے مصرع کے ترجمہ کی مثل "لاکھ" کے لیے lakhs کا لفظ مستعمل ہے جو بہر طور مستحسن نہیں۔ چوتھے مصرع کے ترجمہ میں "گدا" کے مقابل destitute کا انتخاب درست نہیں، یہاں beggar کا لفظ جچتا ہے۔ "بسمل" کے لیے dying کا لفظ سطحی ہے تاہم قبول کیا جا سکتا ہے۔ پانچویں اور چھٹے مصرع کا ترجمہ معکوس ہے تاہم متن کا مفہوم ادا ہو رہا ہے۔ متن کے اس حصے میں حالی چن چن کر مسلم قوم کی خامیوں کی نشاندہی کرتے ہیں اور مسدس کے خاتمہ میں انسان اور اس جہان کے فانی ہونے کے اظہار کے ساتھ کرتے ہیں۔ آخری بند مع ترجمہ ملاحظہ ہو:

وہی ایک ہے جس کو دائم بقا ہے
جہاں کی وراثت اسی کو سزا ہے
سوا اس کے انجام سب کا فنا ہے
نہ کوئی رہے گا نہ کوئی رہا ہے
مسافر یہاں ہیں فقیر اور غنی سب
غلام اور آزاد ہیں رفتنی سب(۴۲)

He is eternal, everlasting; now, then and forever
All creation is His, none can claim a share
He remains, all perish, despite great endeavour
Forever, none lived, none will live forever
Whether rich or poor, in Time's wheel we're churning
Whether bonded or free, each one here is journeying. (۴۳)

آخری بند کا ترجمہ خاصا معقول ہے۔ زیادہ تر ترجمہ راست خطوط پر ہے تاہم کہیں کہیں معکوس بیانیہ بھی ملتا ہے۔ مثال کے طور پر متن کے دوسرے مصرع میں none کا لفظ اور اس پر استوار ترجمہ متن کے بیان سے ہٹ کر ہے لیکن متن کی تفہیم میں ممد ہے۔ اسی طرح Time's wheel کا تصور بعینہ متن میں موجود نہیں مگر بین السطور یہ تصور موجود ہے۔ ترجمہ کی چوتھی سطر میں forever کی تکرار بھی اچھا تاثر دے رہی ہے۔ مجموعی طور پر اس بند کا ترجمہ عمدہ ہے سوائے ایک خامی کے، ترجمہ کی تیسری سطر میں despite great endeavour خواہ مخواہ کی زائد خیالی ہے کیونکہ اس بیان سے متن کا منطقی انداز جاتا رہتا ہے۔

درج بالا منتخب متن کے ترجمے کا مجموعی جائزہ لینے کے بعد یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ مترجم نے اصل متن کی قربت پر قافیہ بندی کو ترجیح دی ہے۔ متن کے کچھ حصے کا ترجمہ عمدہ ہے اور یہ حصہ زیادہ تر مسدس کے شروع کے بندوں میں سے ہے۔ جیسے جیسے آگے بڑھتے جاتے ہیں، ترجمہ اور متن میں خلیج بڑھتی جاتی ہے۔ ترجمہ میں حذوف کی شرح آٹے میں نمک کے مصداق ہے جو قابل تعریف عمل ہے ورنہ عملِ ترجمہ میں ہدف متن کے اکثر تصورات حذف ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح ترجمہ شدہ متن کا ماخذ متن سے خطِ تفریق یا اختلاف بھی اگرچہ واقع ہے تاہم قدرے کم ہے۔ مذکورہ ترجمہ کا اصل مسئلہ زوائد ہیں اور زوائد کی شرح اتنی زیادہ ہے کہ اسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ اکثر زوائد سے ثابت ہے کہ انہیں فقط قافیہ بندی کی مد میں برتا گیا ہے۔ مثلاً luster کے ساتھ cluster کا زائد بطور قافیہ یا garden کے مذکور کے ساتھ cascading کا استزاد خواہ مخواہ برتا گیا ہے۔ کچھ زوائد کو توضیحی رعایت دے دی جائے تب بھی دیگر زوائد کا شمار نا قابل قبول ہے۔ ان زوائد کو برتتے ہوئے اکثر مقامات پر اصل متن کے مفاہیم کچھ سے کچھ ہو گئے ہیں۔ اس ضمن میں Spain کے قافیے کے طور پر plains کی مثال دیکھی جا سکتی ہے جس سے قافیہ کا مقصد تو کسی حد تک پورا ہو رہا ہے لیکن plain کا مذکور متن مطابق نہیں، دوسرے یہ کہ اس لفظ کو برتنے کی وجہ سے "کوہ" کی اصل ترجمانی جاتی رہتی ہے اور مذکورہ لفظ "کوہ" کے مقابل آ جاتا ہے جو کہ بالکل غلط ہے۔ جہاں تک شاعری کے ترجمہ کی ہیئت کا تعلق ہے تو اس میں اوزان برقرار رکھنا مستحسن ضرور ہے، لازمی نہیں، اس پر قافیہ کو بھی ملحوظ رکھنا صریحاً ناممکن ہے۔ ماہر ترجمہ جیکب سن نے واضح الفاظ میں شاعری کو ناقابل ترجمہ متن قرار دیا ہے۔ ایزرا پاؤنڈ نے شاعری کی درجہ بندی کر کے اسے کچھ حد تک قابل ترجمہ قرار دیا ہے، مکمل طور پر نہیں۔ کسی ماہر ترجمہ کی یہ رائے سامنے نہیں آتی جو مکمل طور پر شاعری کو قابل ترجمہ قرار دے۔ ایسے میں کہ جب شاعری کو ترجمہ کرنا ایک مشکل کام ہے، وزن اور قافیہ کا التزام شوقِ محض کا غماز ہے اور اس عمل سے ترجمہ شدہ متن کی ماخذ متن سے تفاوت بڑھ جاتی ہے۔ شاعری کا ترجمہ برائے شوق نہیں بلکہ اس مقصد کے تحت کیا جائے کہ

شعری متن میں پنہاں پیغام ہدف زبان کے قاری تک جائے تو اس امر کو سامنے رکھنا ضروری ہے کہ اس پیغام کی صحیح معنوں میں ترسیل ہو، ترجمہ ہدف زبان کے قریب ہو اور حتی الامکان حشو و زوائد سے پاک ہو، اس مقصد کے پیش نظر ترجمہ کی ہئیت میں وزن یا قافیہ کا کوئی کردار نہیں۔ جمالیاتی سطح پر آہنگ کو مقدم سمجھا جاتا ہے لیکن ترجمہ کی جمالیاتی اقدار ترسیلِ معنی سے ہیں، زوائد و قوافی سے نہیں، اوازان کی مد میں البتہ Blank Verse کا انتخاب معقول ہے۔ ترجمہ میں اس قدر جھول اس امکان کو دعوت دیتا ہے کہ شاید مترجم کے پیش نظر ما قبل تراجم نہیں رہے یا ان تراجم کے مطالعات کما حقہ نہیں ہوئے۔

حواشی و حوالہ جات

۱۔ اس کتاب کی اشاعت کا اہتمام کراچی میں "پیر محمد ابراہیم ٹرسٹ" کی جانب سے کیا گیا۔ کتاب کا نام رومن ہجوں میں Mussaddas-e-Hali لکھا گیا ہے تاہم مترجم کا نام معلوم نہیں۔ مسدس کو اردو سے انگریزی قالب میں ڈھالنے کی یہ پہلی باقاعدہ کاوش ہے۔ مترجم نے نہ صرف مسدس کے متن کو انگریزی میں ترجمہ کیا ہے بلکہ مسدس میں دیے گئے توضیحی حوالہ جات کو بھی انگریزی میں منتقل کیا ہے اور قارئین کی سہولت کے لیے بمطابق ضرورت اضافی حوالہ جات بھی قلمبند کیے ہیں۔

۲۔ یہ ترجمہ Truth Unveiled کے نام سے لاہور سے شائع ہوا جس کے مترجم شیخ عبدالرؤف لوتھر ہیں۔ وہ انگریزی میں شاعری کرتے تھے اور Luther تخلص کرتے تھے۔ مترجمہ کتاب کا آغاز دعائیہ نظم سے کیا گیا ہے اور ابتدائیہ میں قارئین کے لیے نوٹ کے علاوہ سرسید کو خراج تحسین پیش کیا گیا ہے۔ حالی کی مختصر سوانح بھی درج ہے۔ مسدس کے ترجمہ کا باقاعدہ آغاز اس کے دیباچے کے ترجمہ سے ہوتا ہے۔ مترجم کے پیش نظر انگریزی قارئین کو مسدس حالی میں بیان کردہ حالات و واقعات سے کما حقہ واقف کروانا ہے تاکہ وہ بھی حالی کے پیغام سے آگاہی حاصل کر سکیں۔

۳۔ مسدس کا تیسرا ترجمہ ڈاکٹر کرسٹوفر شیکل اور جاوید مجید کی مشترکہ کاوش ہے۔ مسدس کے پہلے اور دوسرے ترجمے میں چھے مصرعوں کا بند چھے ہی سطور میں ترجمہ کیا گیا ہے لیکن مسدس کا تیسرا ترجمہ منظوم نہیں، منثور ہے۔ یہ ترجمہ Hali's Mussaddas, Flow and Ebb of Islam کے نام سے ۱۹۹۷ میں آکسفورڈ یونیورسٹی پریس نئی دہلی سے شائع ہوا۔ مترجم کے پیش نظر مسدس کی ہیئت کی بجائے اس کے مفہوم کی کامل منتقلی ہے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ مترجم نے ہیئت کی پابندی روا نہیں رکھی اور نظم کا نثری ترجمہ پیش کیا ہے۔

۴۔ الطاف حسین حالی، مسدس حالی، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی، ۲۰۰۴ء، ص:۱۱

۵۔Syeda Saiyidain Hameed (Translator), Hali's Musaddas (A Story in Verse of the Ebb and Tide of Islam), Harper Collins Publishers, New Delhi, 2003, P: 47

۶۔الطاف حسین حالی، مسدس حالی، دہلی، ۲۰۰۴ء، ص:۱۳

۷۔Syeda Saiyidain Hameed, Hali's Musaddas, P:49

۸۔ الطاف حسین حالی، مسدس حالی، دہلی، ۲۰۰۴ء، ص:۱۷

۹۔Syeda Saiyidain Hameed, Hali's Musaddas, P:61

۱۰۔الطاف حسین حالی، مسدس حالی، دہلی، ۲۰۰۴ء، ص:۲۳

۱۱۔Syeda Saiyidain Hameed, Hali's Musaddas, P:77

۱۲۔ الطاف حسین حالی، مسدس حالی، دہلی، ۲۰۰۴ء، ص:۲۶

۱۳۔Syeda Saiyidain Hameed, Hali's Musaddas, P:85

۱۴۔ الطاف حسین حالی، مسدس حالی، دہلی، ۲۰۰۴ء، ص:۳۱

۱۵۔Syeda Saiyidain Hameed, Hali's Musaddas, P:95

۱۶۔ الطاف حسین حالی، مسدس حالی، دہلی، ۲۰۰۴ء، ص:۳۱

۱۷۔Syeda Saiyidain Hameed, Hali's Musaddas, P:99

۱۸۔ الطاف حسین حالی، مسدس حالی، دہلی، ۲۰۰۴ء، ص:۳۲

۱۹۔Syeda Saiyidain Hameed, Hali's Musaddas, P:101

۲۰۔الطاف حسین حالی، مسدس حالی، دہلی، ۲۰۰۴ء، ص:۳۲

۲۱۔Syeda Saiyidain Hameed, Hali's Musaddas, P:101

۲۲۔الطاف حسین حالی، مسدس حالی، دہلی، ۲۰۰۴ء، ص:۳۴

۲۳۔Syeda Saiyidain Hameed, Hali's Musaddas, P:107

۲۴۔ الطاف حسین حالی، مسدس حالی، دہلی، ۲۰۰۴ء، ص:۳۴

۲۵۔ Syeda Saiyidain Hameed, Hali's Musaddas, P:107

۲۶۔ الطاف حسین حالی، مسدس حالی، دہلی، ۲۰۰۴ء، ص:۳۵

۲۷۔Syeda Saiyidain Hameed, Hali's Musaddas, P:109

۲۸۔ الطاف حسین حالی، مسدس حالی، دہلی، ۲۰۰۴ء، ص:۳۵

۲۹۔Syeda Saiyidain Hameed, Hali's Musaddas, P:109

۳۰۔ الطاف حسین حالی، مسدس حالی، دہلی، ۲۰۰۴ء، ص:۳۷

۳۱۔Syeda Saiyidain Hameed, Hali's Musaddas, P:115

۳۲۔ الطاف حسین حالی، مسدس حالی، دہلی، ۲۰۰۴ء، ص:۳۸

۳۳۔Syeda Saiyidain Hameed, Hali's Musaddas, P:117

۳۴۔ الطاف حسین حالی، مسدس حالی، دہلی، ۲۰۰۴ء، ص:۳۸

۳۵۔Syeda Saiyidain Hameed, Hali's Musaddas, P:117

۳۶۔ الطاف حسین حالی، مسدس حالی، دہلی، ۲۰۰۴ء، ص:۴۱

۳۷۔Syeda Saiyidain Hameed, Hali's Musaddas, P:127

۳۸۔ الطاف حسین حالی، مسدس حالی، دہلی، ۲۰۰۴ء، ص:۴۴

۳۹۔Syeda Saiyidain Hameed, Hali's Musaddas, P:133

۴۰۔ الطاف حسین حالی، مسدس حالی، دہلی، ۲۰۰۴ء، ص:۴۵

۴۱۔Syeda Saiyidain Hameed, Hali's Musaddas, P:141

۴۲۔ الطاف حسین حالی، مسدس حالی، دہلی، ۲۰۰۴ء، ص:۸۵

۴۳۔ Syeda Saiyidain Hameed, Hali's Musaddas, P:241